ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

طالب حُسین ہاشمی

پی ایچ۔ڈی اقبالیات اسکالر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد، پاکستان

ڈاکٹر سید شیراز علی زیدی

نگران اُمور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد، پاکستان

مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے تناظر میں پاکستان کی سیاسی صورتِ حال کا مدلل تجزیہ

Talib Hussain Hashmi*
Doctoral Candidate, Iqbal Studeis, Allama Iqbal Open University, Islamabad.Pakistan
Dr. Syed Shiraz Ali Zaidi
Incharge, Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.Pakistan
***Corresponding Author:** talib.hashmi@gmail.com

A Reasoned Analysis of the Political Situation of Pakistan in the Context of Masnavi ''Pas Che Baid Kurd''(An Overview)

In the Masnavi, "Pas Cha Byad Kerd", Iqbal has criticized the political situation of his time under the title of "Current Politics". In it, Allama Iqbal, while addressing the nations of the East, said that in today's situation, the problems facing the Muslim Ummah can be solved. That their seriousness has increased. More than seventy six years have passed since the establishment of Pakistan. We have not been able to adopt the democratic traditions which are in accordance with Islamic teachings and Iqbal's thought. The purpose of our independence was to establish a modern Islamic state, so every nation or country that is against Islam is also against Pakistan. A series of conspiracies has been going on since then. The only solution to all these conspiracies is that we should turn to Islam again and embarrass the dream of the artist of Pakistan.

Key Words: *Pas Cha Byad Kerd,Masnvi,Politcal Situation, Current Politics.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

علامہ اقبال وہ شخص تھے جنہیں بیرونی ممالک میں بھی سیاسی مفکر کی حیثیت سے اور انقلابی شاعر کے سبب ایک خاص مقام حاصل تھا۔اُن کے سیاسی نظریات نے معاشرہ میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں اور مسلمانوں کو خاص طور پر اپنے حقوق سے آگاہ کیا۔تصور پاکستان کے موجد کے حوالہ سے تواُن کی شخصیت نمایاں ہے جب کہ ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے لوگ کم آشنا ہیں۔علامہ اقبال کی نگاہ میں جو لوگ عوام کی ضروریات و مسائل سے آگاہ نہیں وہ بے دل لوگ ہیں اور وہی لوگ انگریز کے خواص میں شامل ہیں۔علامہ اقبال نے اپنے تمام تر فلسفے کو فرد کی اہمیت اور قوم سے تعلق پر مبنی کیا ہے ان کے خیال میں ایک فرد کی انفرادی طور پر کوئی اہمیت نہیں۔

مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' میں اقبال نے ''سیاست حاضرہ'' کے عنوان سے اپنے دور کے سیاسی حالات پر تنقید کی ہے۔مثنوی پس چہ باید کرد ای اقوام شرق (پس کیا کیا جائے اے اَقوام شرق)علامہ اقبال کے فارسی کلام میں حُجم کے لحاظ سے سب سے چھوٹی کتاب ہے۔اس میں اُنھوں نے اقوام مشرق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ آج کے حالات میں جو اُمت مسلمہ کو مسائل ہیں ان کا حل کیا ہو سکتا ہے۔اگر غور سے دیکھا جائے تو ۷۶ سال گزرنے کے باوجود وہ مسائل ویسے ہی ہیں بل کہ یہ کہنا کہ ان کی سنگینی میں اضافہ ہو چکا ہے۔

مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کا آغاز علامہ اقبال نے جولائی ۱۹۱۱ء میں کیا۔اس مثنوی کی تصنیف ان کی ذاتی اختراع نہ تھی بل کہ والد گرامی شیخ نُور محمد کی فرمائش تھی جسے پورا کرنے کا اُنہوں نے وعدہ کر لیا اور ابتدائی اشعار بھی لکھ ڈالے اس بات کا ذکر علامہ محمد اقبال نے عطیہ بیگم کے نام اپنے ایک خط ۷ جولائی ۱۹۱۱ء میں یوں فرمایا:

> ''والد نے مُجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں بُو علی قلندرؒ کی مثنوی کے نمونہ پر فارسی میں کوئی مثنوی لکھوں اور اس اہم کام کی مشکلات کے باوجود میں ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا۔''(۱)

یہ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' علامہ محمد اقبال کی وفات سے دو سال پہلے ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی تھی۔اس مثنوی کی خصوصیت یہ ہے اس میں انہوں نے اپنی ساری عمر کے غور و فکر کا نچوڑ یا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔(۲)

زیرِ نظر مثنوی کی ایک مُنفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اقبال کے فلسفہ کے بنیادی اُصول بھی ہیں اور ان کی اہم جُزئیات بھی۔اس میں ان کا نظریہ سیاست بھی ہے اور اس کی عملی ہدایات بھی۔ان کی فکر و نظر کی رفعتیں بھی ہیں اور ان کے عزم و یقین کی اُستواری بھی۔ان کے تخیل کی گیرائی بھی ہے اور جذبات کی گہرائی بھی۔عقل و اندیشہ کی تگ و تاز بھی ہے اور عشق و محبت کا سوز و ساز بھی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

علامہ اقبال کی مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق فکر اقبال کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے جس پیغام کی ابتدا اَسرار ورموز سے کی تھی اور پھر اسے تمام عمر مختلف طرق واسالیب سے دہراتے رہے۔

''مثنوی ''پس چہ باید کرد'' میں اَقوام شرق بالخصوص مُسلم اقوام سے خطاب ہے جو اقبال کی دل چسپیوں اور فِکر وفن کا محور ہیں۔ افغانستان بھی انھی میں شامل ہے۔ اس لیے اقبال کے دورہِ افغانستان کی روداد دَر حقیقت ''پس چہ باید'' ہی کا حصّہ ہے اور پھر جس طرح افغانستان کا ذکر کرتے ہوئے اسے ''ایشیا کا دل'' کہا گیا ہے، اسی طرح ''پس چہ باید'' میں ایشیا کو جو دین و ہنر کا سر چشمہ ہے، تمام تر سوز و سازو درد و داغ قرار دیا گیا ہے۔ حسبِ معمول رومی کی روح دونوں پر چھائی ہوئی ہے''۔ (۳)

اقبال فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانے کی سیاست یہ ہے کہ دوسروں کو غلام اور اپنا آلہ کار بنایا جائے، اور جو غلام ہیں۔ انہیں جکڑ کر رکھا جائے۔ انسان اور انسان کا غلام، اقبال اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے وہ انسان کا ہر جُرم معاف کرسکتے ہیں لیکن جُرم غلامی کا معاف کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔

مشرق پر مَغرب کا تسلط اقبال کے لئے ناقابل برداشت ہے وہ صرف مسلمان ہی کو نہیں جملہ اَقوام مشرق کو عام اس سے کہ ان کا دین و مذہب کچھ بھی ہو یہ تلقین کرتے رہتے ہیں کہ غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی کے راستے پر گامزن ہوں تو وہ جانتے ہیں، مُرغ قفس کو رہائی نہیں بخشتا لیکن مُرغ قفس میں اگر حوصلہ ہو تو وہ اپنے نازک پَروں سے قفس کی آہنی تیلیاں توڑ سکتا ہے۔

قفس کی تیلیاں توڑیں تڑپ کر
نہیں آتا اُنہیں آزاد کرنا (۴)

جو کام مرغِ قفس کر سکتا ہے وہ انسان کیوں نہیں کر سکتا؟

فرنگی چیرہ دستی اور سفاکی ظلم و ستم، اور جوع الارض کی داستان سن کر وہ اقوام مشرق کو آزادی کی منزل مقصود طرف رہروی کی تاکید کرتے ہیں بغیر اس کے مشرق کی نجات ممکن نہیں۔ جس افرنگی نظام نے آدمیت کو آشفتہ حال اور پریشان روز کر رکھا ہے اس سے نکلنے کی بہر حال کوشش کرنی چاہیے جب کہ مشرق و مغرب کے فکر و نظر میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے۔ (۵)

جمہوریت کے پردے میں مغربی استعمار نے جو گُل کھلائے ہیں اُن کی داستان بڑی طویل اور سِتم آمیز ہے۔ شاعر نے یہاں مغربی جمہوریت کی فسوں کاریوں کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ وہ کاروان ملت کی بدحالی پر مضطرب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے، جسے کوئی صاحب بصیرت رہنما میسر نہیں۔ یہاں تن پرستی، جاہ مستی اور کم نگہی کا المناک منظر ہے، اور دل لا الہ کے سوز سے خالی ہے اس راہ میں اپنے اوپر تکیہ کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ شاعر ایسی قوم پر خون کے آنسو روتا ہے جس نے اپنی حقیقت کو پہچاننے سے انکار کر دیا ہے اور اپنی خودی کے بجائے غیر اللہ پر بھروسا کیا ہے یہ ملت لا الہ سے آگاہی کے باوجود مسلمان پیدا کرنے سے قاصر ہے ۔ اسے مسلمان سے گلہ ہے کہ وہ اس دیر کہن میں کب تک اہرمن کا غلام رہے گا۔ پھر غلامی کی لعنت اور اس کی تیرہ بختی کا ذکر کیا ہے۔ غلام کا درود پڑھنا درود کی توہین ہے۔ غلام کا قیام و حضور بے سرور ہے۔ جلوہ حق خواہ لمحاتی نوعیت ہی کا کیوں نہ ہو صرف آزاد لوگوں کے نصیب میں ہے۔ غلام میں لذتِ ایمان ہے نہ دین و عرفان کی صحیح تڑپ۔ اگر بدن سوزِ حیات سے محروم ہے تو سجدہ ایک رسمِ کُہن کے سوا اور کچھ نہیں اور لذتِ طلب اور کامیاب جدوجہد آہ نیم شبی کے بغیر ممکن نہیں۔ (۶)

> ”سیاست حاضرہ آدمی کو آزادانہ فضاؤں میں پرواز کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتی۔ یہ بال و پر چھین لیتی ہے اور انسان کے ہاتھ میں ایک ایسی کلید دے دیتی ہے جس سے کوئی دروازہ بھی نہیں کھل سکتا“۔ (۷)

علامہ اقبال کو سب سے بڑا دکھ اس بات پر ہے کہ ملتِ اسلامیہ ”خودی“ سے محروم ہو گئی ہے۔ اب یہ ایک ایسا تنکا بن گئی ہے جسے ہوا کے جھونکے جہاں چاہیں اُڑا کر لے جا سکتے ہیں۔ افسوس!

> ”اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں سیاسی طاقت مخصوص افراد کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ تھوڑے سے لوگ قوت اور معاش کے سارے وسائل و ذرائع پر چھائے رہتے ہیں اور عوام کو بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔“ (۸)

۱۔ غلامی سے نجات:

آزادی کے مطلوب و محبوب ہونے میں شک نہیں لیکن جب کوئی قوم ایک بار غلامی کے پھندے میں پھنس جائے اور صیاد اس کے حلقوں کو اور بھی کستا جائے تو حصولِ آزادی کی جدوجہد خاصی دشوار ہو جاتی ہے اور انسان حکمران کی ان سیاسی کارروائیوں کے فریب میں آجاتا ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اس کے ہتھکنڈوں سے خبردار رہیں۔ اَقوام غالب کی سیاست تمام تر فریب پر ہے۔ اُس کی بنیاد خُود غرضی پر ہے۔ داناؤں نے سیاست کو اندھی قرار دیا ہے کیوں کہ وہ کسی کے نفع نقصان کی پروا نہیں کرتی اور اپنے مصالح و اغراض کے پیش نظر دوسروں کو فریب میں ڈالتی ہے۔ (۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ جب سیاست، وحی کی روشنی سے محروم ہو جاتی ہے (جیسا کہ مغرب میں ہوا تھا) تو اُس کا نتیجہ کس قدر انسانیت سوز اور فساد انگیز ہوتا ہے۔

علامہ نے تقسیم سے قبل اہل ہند سے بالعموم اور مُسلمانوں سے بالخصوص کہا تھا کہ ان کے باہمی افتراق نے ان کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط سے مضبوط تر بنا رکھا ہے۔ انہیں چاہئے کہ غیروں کی غلامی سے نجات حاصل کر کے صحیح آزادی کی زندگی بسر کریں۔

اس مثنوی میں علامہ بتاتے ہیں کہ سیاست حاضرہ کیا ہے؟ جو کچھ انسان اپنے عہد جہالت میں کھلے بندوں کرتا تھا اسے تہذیب و تمدن کے نگاہ فریب نقاب میں کرنا۔ بالادست انسانوں کا زیر دستوں کا اپنی محکومی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنا لیکن اس انداز سے کہ وہ قفس کو آشیاں سمجھنے لگیں۔ اس سیاست کی کیفیت یہ ہے کہ....

سلطنت را جامع اقوام گفت
کار خود را پختہ کرد و خام گفت(۱۰)

پاکستان کی موجودہ دور کی سیاست غلاموں کی غلامی کے بندھن کو کچھ زیادہ ہی مضبوط کر دیتی ہے، یہ سیاست مغرب والوں کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ جو سراسر مکاری اور عیاری کی حامل ہے۔

> ''آزادی کے مطلوب و محبوب ہونے میں شک نہیں لیکن جب کوئی قوم ایک بار غلامی کے پھندے میں پھنس جائے اور صیاد اس کے حلقوں کو اور بھی کستا جائے تو حصول آزادی کی جدوجہد خاصی دشوار ہو جاتی ہے اور انسان حکمران کی ان سیاسی کارروائیوں کے فریب میں آجاتا ہے، بہتر ہے۔''(۱۱)

۲۔ ملوکیت کی مخالفت:۔

اسلام ملوکیت کی ہر صورت کو مذموم قرار دیتا ہے۔ اسلام میں ملوکیت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

> '' ملوکیت کی بنیاد، انسان کا یہ جذبہ ہے کہ وہ طاقت حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ دوسروں پر حکومت کر سکے اور طاقت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ دوسرا اس میں شریک ہو''۔(۱۲)

گرمی ہنگامہ جمہور دید
پردہ بر روی ملوکیت کشید(۱۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۔ جمہوریت:

جب اربابِ سیاست نے دیکھا عوام میں کچھ سیاسی شعور پیدا ہو گیا ہے تو ملوکیت کے چہرے پر جمہوریت کی نقاب ڈال دی ہے۔ اگرچہ اس کی وجہ سے بادشاہت ختم ہوئی اور جمہوریت وجود میں آئی لیکن در حقیقت یہ نام نہاد جمہوریت، ملوکیت ہی کی شکل ہے۔ موجودہ زمانے میں ملوکیت ہو کہ آمریت کا کوئی اور نظام ہو، انسانوں کو آزادی دینا ان کا خاصہ نہیں ہے۔ مُسلمان ممالک اور دوسرے ممالک کا ایک جیسا حال ہے مُسلمان لا الہ الا اللہ کہ کر بھی غیر اللہ کے سامنے جھک رہے ہیں۔ اس سے ان کے ایمان اور توکل کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

پاکستان میں بھی اس وقت جمہوریت موجود ہے۔ در حقیقت یہ نام نہاد جمہوریت، ملوکیت ہی کی ایک شکل ہے۔

ہے وہی ساز کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری(۱۴)

"جدید سیاست ایسے ہی دوہرے الفاظ کا مجموعہ ہے جس کے اوپر کے معنی اور ہیں اور اندرونی کچھ اور جس سے کم نظر انسان دھوکا کھاجاتے ہیں۔ حُکمران قوم کے فقروں میں آنے کی بجائے ان کے خلاف"۔(۱۵)

مغرب کا جمہوری نظام امیروں کے مفادات کے حصول کی خاطر غریبوں کا خون چُوستے چلے جانے کا وسیلہ بن کر رہ گیا ہے۔ پاکستان میں امیر تو امیر تر ہوتا جارہا ہے۔ یہ نظام امیروں کے معاشی مفادات کے تحفظ اور ارتقا کی خاطر غریبوں کا استحصال روا رکھنا جائز سمجھتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اقبال نے مغرب کے جمہوری نظام کی خرابیوں کو نمایاں کرنے کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا ہے۔ مغربی جمہوریت پر اقبال کی تنقید جمہوری نظام کی نفی نہیں بل کہ اصلاح کے جذبے سے پھوٹی ہے۔

تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تُو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری(۱۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

درج بالا اشعار پر غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مغرب کا نام نہاد جمہوری نظام فی الحقیقت ظلم و استبداد کا ایک ایسا دیو ہے جس نے خود کو جمہوریت کا لباس پہنا رکھا ہے۔ ہر چند اِس کا چہرہ روشن ہے مگر اِس کا باطن چنگیز سے بھی زیادہ تاریک ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ قبا بھی جمہوری ہو اور قبا کے اندر کی نیلم پری بھی سراسر جمہوری ہو، چہرہ بھی روشن ہو اور اندرون بھی نورِ خداوندی سے جگمگا رہا ہو۔

۴۔ آزادی کی خواہش:۔

سیاست میں صحیح معنوں میں آزادی کا سوچا بھی نہیں جاسکتا اور نہ یہ اس قابل ہے کہ کسی بھی دنیوی مسئلے کو حل کر سکے۔ اگر تجھے آزادی کی خواہش ہے کہ تو آزاد رہے تو پھر سیاست دان کے فریب میں نہ آ۔ جتنا ان سے دور رہے گا اتنا ہی فائدہ ہو گا۔ ان سیاست دانوں کی گرم گفتاری سے خدا کی پناہ۔ سیاست دان کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اور ان کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ اس دھوکے اور فریب سے غلام قوموں کو اپنی زنجیر میں جکڑے ہوئے رکھتے ہیں۔ ایسا ہی حال ہمارے ملکِ پاکستان کی سیاست کا ہے۔

در فضایش بال و پر نتوان گشود
با کلیدش ہیچ در نتوان گشود

حریت خواہی بہ پیچاکش میفت
تشنہ میر و بر نم تاکش میفت (۱۷)

۵۔ مسلم راہنماؤں سے مایوسی:۔

اقبال اس غیر مسلم قوم کی رسوائی سے افسردہ ہیں۔ اس امیر کارواں میں کوئی نورِ جہاں نہیں۔ آج کے قومی رہنما بصیرت سے محروم ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آج کل کے سیاسی راہنماؤں سے کوئی توقعات نہیں رکھی جاسکتیں۔

داغم از رسوائی این کاروان
در امیر او ندیدم نور جان (۱۸)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

چون بنام مصطفی خوانم درود
از خجالت آب می گردد وجود

عشق میگوید کہ ای محکوم غیر
سینہ تو از بتان مانند دیر

تا نداری از محمد رنگ و بو
از درود خود میالا نام او

از قیام بی حضور من مپرس
از سجود بی سرور من مپرس(۱۹)

مندرجہ بالا شعری متن کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب میں (اقبال) رسول اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہوں۔ تو میرا وجود شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے عشق مجھ سے کہتا ہے کہ اے غیر کے محکوم بتوں کی وجہ سے تیرا سینہ بت خانہ بنا ہوا ہے۔ جب تک حضور اکرم ﷺ کے اَخلاق عالیہ کا رنگ و بو اختیار نہیں کر لیتا اپنے درود شریف سے ان کے نام کو آلودہ نہ کر۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:۔

"غلامی کی حالت میں مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے شرم آتی ہے۔ رَحمت للعالمین ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے مگر شرم اس بات سے ہے کہ آزادی کے پیغام لانے والے پیغامبر کی اُمت میں ہو کر ہم لوگ غلامی کی حالت سے نباہ کیے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاستِ حاضرہ کی غلام ساز زنجیروں نے مسلمانوں کو دین و ایمان کی لذت سے بے بہرہ کر رکھا ہے غلام اگر ، قرآن مجید کا حافظ ہو تو بھی اس کو ایمان کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی۔ غلاموں کی بے روح عبادات کا کیا ذکر کریں۔ ایک نماز کو ہی دیکھیں۔ زندگی کا سَوز و سَاز رکھنے والوں کی نمازیں ان کی معراج ہے مگر غلاموں کی نماز میں پرانی رسمیں پورا کرنے کے مترادف ہیں۔ عید کے اجتماعات کا بھی یہی حال ہے۔ آزاد

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

لوگوں کی عید سے ان کے دین اور ان کی قوم کا جلال اور رعب ظاہر ہوتا ہے۔ مگر غلام مسلمانوں کی عید اِن کے بے روح اور بے وقار اجتماعات کا نام ہے۔" (۲۰)

پاکستان کی سیاسی صورت حال کا مدلل تجزیہ:

راقم اگر پاکستان کی سیاسی صورتحال حالات پر نظر دوڑائے تو عجیب ہی صورت حال سامنے آتی ہے۔ جب پاکستان وجود میں نہیں آیا تھا اُس وقت ہندو اور مسلمان کا آپس میں جھگڑا تھا۔ یہاں مُسلمان اور مسلمان کا آپس میں جھگڑا ہے۔ آزادی مقصود نہیں ہے عقاید اور نظریات مقصود ہیں۔

میں جب علامہ اقبال کے فکر کی روشنی میں عوامی سیاست کے اس درمیانی دھارے اور اس کی موجودہ طوفانی لہر کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے بعینہٖ وہی صورت نظر آتی ہے جو اقبال نے اس تہذیب حاضر کے تجزیے کے ضمن میں پیش فرمائی ہے جو اپنے آغاز کے اعتبار سے تو یقیناً مغربی اور یورپی تھی لیکن اپنے اثر و نفوذ کے اعتبار سے دیکھتے ہی دیکھتے عالمی اور آفاقی بن گئی تھی اور اس وقت پورے کرۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے اور جس کی خودکشی کی خبر بھی علامہ اقبال مرحوم نے اب سے لگ بھگ پون صدی قبل دی تھی کہ

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہوگا

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا (۲۱)

لمحہ فکریہ ہے کہ اقبال نے جس خطہ زمین کے حاصل کرنے کے لئے اتنی کوششیں کی گئیں اور اپنی انقلابی شاعری کے ذریعے لوگوں کو قائل کیا وہاں آج اسلامی قوانین نہیں بل کہ مغربی قوانین کے قریب قریب قوانین ملتے ہیں یہاں انفرادی مفادات کے پجاری لوگ نظر آرہے ہیں۔ قومی و مجموعی مفادات کو یکسر نظر انداز کیا جارہا ہے۔

جو کچھ انسان اپنے عہد جہالت میں کھلے بندوں کرتا تھا اسے تہذیب و تمدن کے نگاہ فریب نقاب میں کرنا۔ بالادست انسانوں کا زیر دستوں کا اپنی محکومی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنا لیکن اس انداز سے کہ وہ قفس کو آشیاں سمجھنے لگیں۔ اس سیاست کی کیفیت کو اقبال یوں بیان کرتے ہیں:۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

می کند بند غلامان سخت تر
حریت می خواند او را بی بصر (۲۲)

سیاست حاضرہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاروانِ سیاست کا امیر، نورِ جاں سے خالی ہے وہ تن پرست، اقتدار مست اور کم نظر ہے۔ (۲۳)

یہ محکومی قوموں کی غلامی کی زنجیروں کو سخت سے سخت تو کرتی رہتی ہے۔ صحیح آزادی کے معیار کے مطابق یہ سیاست یکسر اندھی اور بے بصر ہے لیکن فریب دہی میں اسے کمال حاصل ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ عوام میں سیاسی شعور بیدار ہو رہا ہے تو اس نے ملوکیت کے چہرے پر جمہوریت کا نقاب اوڑھ کر عوام الناس کو خوش کر دیا کہ اب بادشاہوں کے استبداد کا زمانہ ختم ہو گیا اب عوام کی اپنی حکومت کا دور آ گیا ہے۔ ملوکیت میں عوام پر ایک فرد حکومت کرتا تھا۔ جمہوریت میں ایک پارٹی حکومت کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوال حکومت کی شکل کا نہیں۔ سوال، انسانوں کا انسانوں پر حکومت کرنے کا ہے۔ اگر ایک انسان یا انسانوں کی جماعت کو حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے انسانوں پر حکومت کرے تو حکومت کی شکل کچھ ہی کیوں نہ ہو، انسانوں کو حقیقی آزادی حاصل ہو نہیں سکتی۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ انسان کو دوسرے انسان پر حکومت کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔ حکومت کا کام صرف اس قدر ہو کہ وہ ان مستقل اقدار کو نافذ کرے جنہیں خدا نے انسانوں کی رہنمائی کیلئے متعین کیا ہے۔ یہ صورت صرف اس ہیئت اجتماعیہ کی رو سے پیدا ہو سکتی ہے جسے قرآن مجید نے تجویز کیا ہے۔ اسی کا نام دین و سیاست کا امتزاج ہے۔ اگر یہ امتزاج نہ ہو تو استبداد اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے، صرف اس کے پیکر بدلتے رہتے ہیں۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی (۲۴)

راقم کے نزدیک سیاست حاضرہ کی سب سے بڑی لعنت نیشنلزم ہے۔ قرآن مجید نے بتایا ہے کہ انسانوں کی تقسیم آئیڈیالوجی کی بنیادوں پر ہونی چاہیے یعنی دنیا کے جس قدر انسان ایک نصب العین حیات رکھیں وہ ایک قوم کے فرد اور جن کا نصب العین ان سے مختلف ہو وہ دوسری قوم کے افراد خواہ وہ فِکر و نَظر کے اعتبار سے ایک دوسرے سے کتنے مختلف ہی کیوں نہ ہو، سب ایک قوم کے افراد ہوں گے اور ان ہی اقوام کے نمائندگان پر مشتمل ایک جمعیت اقوام یو این او ہو گی۔ اس سے سیاست نے اپنے پیش نظر مقصد یعنی کمزوروں اور ضعیفوں پر تسلط تو حاصل کر لیا لیکن ایسا غلط نظام وضع کیا جس سے انسانیت بالکل تباہ و برباد ہو گئی۔ ایسی سیاست جس کا مطمع نگاہ ہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

کمزوروں کا گلا گھونٹنا ہو کیا یہ کسی طرح بھی ممکن ہے کہ اس کی فضا میں کسی کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہو سکے۔ اس سیاست کے سُرمہ نے دنیا کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اِس سیاست کے چشمہ سے دیکھے تو کوئی شے اپنی اصلی رنگ میں دکھائی ہی نہیں دیتی۔ اِس سیاست کے اصول یا بے اصولا پن نگاہوں کا زاویہ بدل دیتے ہیں۔ اس سے جس قدر دور رہا جائے اچھا ہے۔ سیاست حاضرہ انسان کو منافق بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کے دل میں جرات اور مردانگی کے جوہر بیدار کر دیتی ہے۔

جب علامہ اقبال کارواں ملت کی زبوں حالی اور خواری کو دیکھتے ہیں تو ان کا سینہ داغ داغ ہو جاتا ہے۔ ان کے راہنماؤں میں انہیں وہ نور دکھائی نہیں دیتا جس سے انسان کی زندگی جگمگا اٹھتی ہے۔ اس حقیقت سے قطعی اِنکار نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کی موجودہ زمانے کی سیاست یہ ہے کہ دوسروں کو غلام اور اپنا آلہ کار بنایا جائے اور جو غلام ہیں انہیں جکڑ کر رکھا جائے۔ موجودہ زمانے کی سیاست میں ملوکیت ہو کہ آمریت ہو کہ آمریت یا کوئی اور نظام ہو۔ انسانوں کو آزادی دینا ان کا خاصہ نہیں۔

آئینی معاملات کو حل کرنا تمام سیاسی جماعتوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ تاہم حزبِ اقتدار کے لیے زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہر صورت میں حزبِ اختلاف کی جماعتوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ آئینی اداروں میں قانون سازی کے لیے تمام جماعتوں کو ایک صفحے پر رکھنا ضروری ہے، تاکہ اتفاقِ رائے سے آئینی ذمے داری پوری ہو۔ سیاسی مخالفتوں و بیان بازیوں کی وجہ سے پارلیمان کا ماحول مثالی نہیں ہے۔ حزبِ اقتدار ہو یا حزب اختلاف، ہر دو کی جانب سے قومی مفاداتِ عامہ پر بھی تلخیوں نے عالمی برداری کو اچھا پیغام نہیں دیا۔

ہمارے ملک پاکستان کی سیاست میں ویسے تو ہمیشہ مد و جزر کا سلسلہ رہتا ہے کیوں کہ پاکستان میں سیاست دان اور سیاسی جماعتیں تو بہت زیادہ ہیں۔ لیکن سیاست کے کوئی طے شدہ اصول اور قواعد نہیں بنائے گئے۔ اصول اور قواعد وضوابط طے کرنے اور پھر ان پر عملدرآمد کی پابندی یقینی بنانے کے لئے سیاست دانوں کو آپس میں مل بیٹھنا ہو گا (مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، تحریک لبیک یا پاکستان تحریک انصاف وغیرہ) اور ایک دوسرے کی رائے اور تجویز کا احترام کرنا ہو گا۔ یہی تو پاکستانی سیاست دانوں کے لئے مشکل بل کہ یوں کہیے کہ ناممکن معرکہ ہے۔ یہاں سیاست کا مطلب اور سیاسی کامیابی عوامی خدمت نہیں بل کہ سیاسی مخالف کو بدنام کرنا اور صاحب اقتدار سیاستدان کو گرانا ہوتا ہے۔ اب اس میں انتقام کا عنصر پہلے کے مقابلے میں زیادہ غالب ہو گیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

دلچسپ بات اس صورتحال میں یہ ہے کہ برسرِ اقتدار پر ہمیشہ دھاندلی کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ یہی کام برسرِ اقتدار نے بھی اس وقت کیا ہوتا ہے جب وہ خُود اپوزیشن میں ہوتا ہے۔ جس کی زندہ مثالیں مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کی ہیں۔ ہمارے ہاں سیاست کو عوامی خدمت نہیں بل کہ ایک کھیل سمجھا جاتا ہے مثال کے طور پر فٹ بال کا کھیل۔ اِس کھیل میں جیت اور ہار سیاست دانوں کے حصّہ میں ہوتی ہے لیکن اس کے لئے فٹ بال عوام کو بنایا جاتا ہے۔ اور ہماری سادہ لوح عوام کے بھی کیا کہنے وہ بھی اس کارِ خیر کے لئے بخوشی بلکہ سیاست دانوں کے مقابلے میں زیادہ گرمجوشی سے فٹ بال بننے کو تیار رہتے ہیں۔ اس کھیل کا نام جمہوریت رکھا گیا ہے۔ جمہوریت ایک خوبصورت طرزِ حکومت و نظام ضرور ہے لیکن پاکستان میں اس نام کو صرف حصول اقتدار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر سیاست دان جب یہ کھیل جیت کر برسرِ اقتدار آجاتا ہے اس کے لئے جمہوریت کا مفہوم ہی تبدیل ہو جاتا ہے تو پھر اس نظام کے مطابق چلنا اور اس پر عمل کرنے کا کیا سوال بنتا ہے۔ اس کھیل میں شکست کھانے والا بھی پھر جمہوریت کو بھول جاتا ہے۔ اور وہ جمہوریت کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والے کو گرانے کی ٹھان لیتا ہے۔ اس معرکہ میں برسرِ اقتدار اس فٹ بال کو بھول جاتا ہے جس کا نام عوام ہے۔ لیکن شکست کھانے والا اسی فٹ بال کو لے کر بطور ثبوت جگہ جگہ پھرتا ہے۔ برسرِ اقتدار آنے والا عوام کو بھول کر اِقتدار کے مزے لوٹنے میں مگن ہو جاتا ہے۔ یہی تو وہ خرابیاں تھیں جن کی اِقبال نے بار بار نشان دہی کی تھی مگر افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے جمہوری نظام میں وہ خرابیاں آج بھی موجود ہیں۔

اگر میں پاکستان میں حالیہ حکومت کی بات کروں بہت عجیب سا تماشا ہے کہ تمام سیاست دانوں نے اس الیکشن میں حصّہ لیا جس سے موجودہ حکومت تشکیل ہوئی۔ لیکن جب الیکشن میں موجودہ حکمران جماعت کو اچھے انداز سے کامیابی ملی تو کہا جانے لگا کہ یہ تو سلیکٹڈ ہیں۔ الیکشن میں کسی نے جیتنا اور کسی نے ہارنا بھی تو ہوتا ہے۔ پھر دھاندلی کا الزام کیوں کر لگایا جاسکتا ہے۔ یہی کام موجودہ حکمرانوں نے بھی کیا تھا۔ اس آپس کی لڑائی میں جن کو سلیکٹرز کہا جاتا ہے ان کا ان معاملات سے نہ کوئی تعلق ہے نہ ان کے پاس اتنی فرصت ہے۔ یہ الزام نہیں بلکہ بہتان ہے کہ مزے تو یہ لوگ لوٹیں اور الزام اُن پر لگایا جائے۔

ہر ایک کو اپنے اپنے گریبان میں بھی کبھی کبھی جھانکنا چاہیے۔ دوسری طرف حکمران بھی کم نہیں ہیں۔ وہ نہ صرف سیاسی مخالفین کے لئے ہر وقت فارغ ہوتے ہیں بل کہ انتقامی کارروائیوں کا جتنا عروج اب دیکھنے کو ملا ہے ماضی میں شاید اتنا نہیں دیکھا گیا۔ حکمرانوں کو سمجھنا چاہیے کہ یہ نظام قدرت ہے کہ ہر عروج کے لئے زوال ضرور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔ عروج کے بعد جب زوال آتا ہے تو وہ کہاں تک پہنچائے، یہ اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ عوام الناس کی حالت زار کو صحیح معنوں میں تبدیل کرنے اور بہتر بنانے پر توجہ دیں اور نیک نامی کمائیں۔ یاد رکھیں حکمرانوں کا حساب عام لوگوں کی نسبت بہت سخت ہو گا۔

ہمارے ملک کی سیاسی جماعت مسلم لیگ (ن) کا نعرہ ووٹ کو عزت دو کا تو نعرہ ہی غلط لگتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ووٹ کو نہیں ووٹر کو عزت دو۔ اگر ووٹ دینے والے کی عزت ہو گی تو تب اس کی رائے کو عزت دی جائے گی۔ یہاں تو ووٹ دینے والے کی عزت نہیں ہے۔ اس کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے پھینک دیا جاتا ہے اور بھلا دیا جاتا ہے تو اس کے ووٹ کی کیا عزت ہو گی۔ لیکن شاید ووٹ کو عزت دو کا نعرہ لگانے والوں کو مطلب ووٹ سے ہی ہوتا ہے۔ ووٹ دینے والے کو پھر کون پوچھتا ہے۔ بات پھر وہی ہے کہ حکمران ہوں یا اپوزیشن دونوں کا مطمح نظر بہر صورت اقتدار ہوتا ہے۔

ملک پاکستان کے لئے تمام لوگ متفق ہو کر سوچیں جو ہر طرف سے گھیرا جا رہا ہے۔ اس خطے کی خطرناک صورت حال کو سمجھیں۔ وزیر اعظم صاحب کو بھی چاہیے کہ تمام سیاسی اکابرین کو مدعو کریں اور ان ایشوز پر اتفاق رائے سے جامع حکمت عملی ترتیب دیں۔ سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کارروائیاں فوری بند کرا دیں۔ ان کو عزت دیں اور دونوں طرفین انا کو بالائے طاق رکھ دیں۔ کیوں کہ یہ ملک و قوم کے وقار کے معاملات ہیں۔

قیام پاکستان کو ستر سال سے زائد عرصہ بیت چکا ہے ہم ان جمہوری روایات کو نہ اپنا سکے جو اسلامی تعلیمات اور فکرِ اقبال کے عین مطابق ہیں۔ آج ہمارے حکمرانوں اور عوام میں وہ تمام خرابیاں موجود ہیں جن کا ذکر علامہ اقبال نے "سیاست حاضرہ" میں کیا تھا۔ ہماری آزادی کے حصول کا مقصد چونکہ جدید اسلامی ریاست قائم کرنا تھا، اس لیے ہر وہ قوم یا ملک جو اسلام کے خلاف ہے، وہ پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے قیام پاکستان سے لے کر آج تک سازشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان تمام سازشوں کا واحد حل یہی ہے کہ ہم دوبارہ اسلام کی طرف رجوع کر کے مصور پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کریں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی، پروفیسر، شرح کلیات اقبال فارسی (لاہور: مکتبہ دانیال، ۲۰۱۵ء) ص: ۸۸۴

۲۔ یُوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، طبع دوم، ۲۰۱۰ء) ص: ۱۳۹

۳۔ رفیق خاور، پس چہ باید کرد مع مُسافر (ایک جائزہ) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۱ء) ص: ۱

۴۔ رئیس احمد جعفری، اقبال اور سیاست ملّی (کراچی: اقبال اکیڈیمی، ۱۹۵۷ء) ص: ۴۱۵۔۴۱۶

۵۔ رئیس احمد جعفری، اقبال اور سیاست ملّی۔ ص: ۴۸۱

۶۔ عبدالشکور احسن، ڈاکٹر، اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۰ء) ص: ۱۹۰۔۱۹۱

۷۔ میرزا ادیب، مطالعہ اقبال کے چند پہلو (مجموعہ مقالات) (لاہور: بزمِ اقبال، مارچ، ۱۹۸۵ء) ص: ۱۱۱

۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیئے (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء) ص: ۱۵۲

۹۔ رفیق خاور، پس چہ باید کرد مع مُسافر (ایک جائزہ) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۱ء) ص: ۸۳

۱۰۔ یُوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق۔ ص: ۴۷۶

۱۱۔ رفیق خاور، اقبال کا فارسی کلام ایک مطالعہ۔ ص: ۱۳۰

۱۲۔ اعجاز احمد بٹ، خواجہ، افکارِ اقبال (جہلم: بُک کارنر، ۲۰۱۵ء) ص: ۵۴

۱۳۔ حمید یزدانی، خواجہ، ڈاکٹر، شرح مثنوی پس چہ باید کرد مع مسافر (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۴ء) ص: ۶۷

۱۴۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو۔ ص: ۲۵۵

۱۵۔ رفیق خاور، پس چہ باید کرد مع مُسافر (ایک جائزہ)۔ ص: ۸۴

۱۶۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو۔) ص: ۶۴۷

۱۷۔ یُوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق۔ ص: ۴۷۶

۱۸۔ ایضاً۔ ص: ۴۷۶

۱۹۔ ایضاً۔ ص ۴۷۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

۲۰۔ حمید یزدانی، خواجہ، شرح مثنوی پس چہ باید کرد مع مسافر۔ ص:۳۷

۲۱۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو۔ ص:۱۴۰

۲۲۔ یُوسف سلیم چشتی، پروفیسر، مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق۔ ص:۴۷۶

۲۳۔ تحسین فراقی، مترجم، اب کیا کرنا چاہیے اے اقوام شرق (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع اوّل، ۲۰۲۱ء) ص:۲۴

۲۴۔ محمد اقبال، کلیات اقبال اُردو۔ ص:۳۳۲